ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7. No.4 2024

اسلامی فکر کی تشکیل جدید اور علوم سیرت کے احیاء کیلئے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی فکری بصیرت اور لائحہ عمل

Dr. Muhammad Hamidullah's Intellectual Insight and Strategy for the Modern Formation of Islamic Thought and the Revival of the Sciences of Seerah

ڈاکٹر عبد الغفار

صدر، شعبہ علومِ اسلامیہ وڈائریکٹر سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

میاں عبد اللہ

پرنسپل، ایف این کالج، ویرکے پل الہ آباد، قصور

سلمٰی صدیق

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، لاہور لیڈز، یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Dr. Muhammad Hamidullah is a multifaceted and multi-authored personality. His extensive academic and research services include more than 165 books and about a thousand research articles on diverse and varied topics. There is hardly any field of Islamic sciences and arts that is directly or indirectly related to the teachings of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and Dr. Hamidullah has not left research and writings on it. Quranic studies, history, compilation of Hadith and international Islamic law were his special fields. A study of his books shows that the Islamization of knowledge is as if he is indebted to him. He was a beautiful blend of ancient and modern Muslim scholarly traditions who enlightened Muslim thought with new perspectives. For example, your book The Muslim Conduct of State is a major achievement in the field of Islamic law, the search for the early manuscripts of the Seerah of Ibn Ishaq and Al-Waqidi's Kitab Al-Raddah is a major achievement in the field of Islamic law, the search for the texts of the Covenant of Medina and the search for the first written constitution of the world, which has no parallel in human history. You published the important manuscript of Allama Ibn Qayyim's "Ahkam Ahl al-Dhammah" among the jurisprudential sources on international law, which proved that you are the innovator and founder of international law in the modern era. The credit for transferring the scientific research of Imam Muhammad bin Idris Al-Shafi'i (RA) and Imam Muhammad bin Hassan Al-Shaibani (RA) to the new generation in a new dimension and according to the modern scientific method goes to him. From here, a special interest in the diplomacy of the Prophet (PBUH) develops and then he writes on the system of governance in the era of the Prophet (PBUH),

the justice and fairness of the state of Medina and the style of governance. He has written important books like the political life of the Prophet (PBUH), the battlefields of the era of the Prophet (PBUH), and wrote "The Prophet of Islam: Life and Achievements" in French. He also has the honor of presenting scientific research in many languages of the world, English, French, German, and Urdu. The scientific essence of all your books, articles, and research is your sermons given at the Islamia University of Bahawalpur, which were given at the request of the then President of Pakistan, which are known as "The Bahawalpur Sermons". Due to the scholarly excellence and grandeur of these sermons, they have been translated and published in many languages. Due to globalization, there is a need for the scholarly research of Dr. Sahib to be presented to the academic world in light of new research angles, which has been guided towards in this article.

Keywords: Muhammad Hamidullah; Personality; Languages; Academic; Research

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (19 فروری 1908ء-2002ء) کا شمار اسلامی تاریخ کے ایسے علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے علوم اسلامیہ کی مختلف میادین میں گراں قدر خدمات سر انجام دیں اور وہ اس صف میں علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، ابو نصر الفارابی، امام غزالی، شاہ ولی اللہ، مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی جیسی نابغہ روز گار شخصیات میں شامل ہیں۔ ان کی وسیع علمی، تحقیقی خدمات ہیں جن میں 165 کتب اور تقریباً ایک ہزار تخلیقی مقالات جو مختلف اور متنوّع موضوعات پر شائع کیے گئے خصوصاً سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم اور آپ کی تعلیمات سے ہو اور اُس پر ڈاکٹر صاحب نے تحریر نہ فرمایا ہو۔ عالم، محقّق، مؤرخ اور سیرت نگار کی حیثیت سے اُن کا شمار اب امت کے بلند پایہ اسلاف میں ہوتا ہے۔ سیرت سے ان کی وابستگی کا عالَم یہ تھا کہ ان کی تحقیقی خدمات پر حکومت پاکستان نے بیس لاکھ کی رقم بطور ایوارڈ دی تو انھوں نے یہ رقم سیرت کے موضوع پر کتب و تحقیقات کیلئے ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کو بطور عطیہ پیش کر دی۔

ڈاکٹر صاحب کے بقول اُن کا پہلا مضمون جولائی 1924ء کو ہفت روزہ "نونہال[1]" لاہور میں "مدراس کی سیر" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کے بعد ایسا سلسلہ شروع ہوا جو تادم زندگی جاری رہا۔ ان کے پاس تاریخی ترتیب کے ساتھ ان مضامین اور کتب کی فہرست موجود تھی۔ جو انہوں نے ساری زندگی شائع کیے۔ ڈاکٹر صاحب کو قومی و بین الاقوامی بائیس زبانوں پر عبور حاصل تھا جن میں سے اہم اردو، عربی، فارسی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، اطالوی، روسی، حیدرآبادی ہیں۔ مستقل طور پر چھے زبانوں میں آپ کی کتب شائع ہو چکی ہیں، ڈاکٹر صاحب کی تصانیف مختلف افراد کے تراجم کے ساتھ 30 زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ جس میں مذکورہ زبانوں کے علاوہ ملیالم، چینی، جاپانی شامل ہیں۔ ان کی علمی

[1] مدراس کی سیر: ہفتہ وار نونہال، لاہور- جلد اول، ص 8-7، مطبوعہ 1924ء؛ شہر حیدرآباد کی سیر: ہفتہ وار نونہال، لاہور- جلد 3، ص 3 بعد 29، مطبوعہ 1924ء

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7. No.4 2024

مصروفیات کا دائرہ کافی وسیع تھا قرآن، حدیث، فقہ سیرت نبوی، تاریخ اسلام ان کا کثیر الجہتی (Multidimensional) مطالعہ وکام تھا۔ سب سے پہلے قرآن مجید کے متعلق آپ کے تحقیقی وعلمی کام کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

علوم قرآن مجید:

قرآن مجید کی خدمت کے سلسلہ میں سب سے اہم فرانسیسی زبان میں ترجمہ وتفسیر قرآن ہے انھوں نے یہ ترجمہ صفر 1377ھ 1957ء میں شروع کیا اور صرف 18 ماہ میں 20 صفر 1378ء جو 1958ء میں مکمل کر دیا۔ اس ترجمہ کی وجہ سے مغرب میں اسلام کی ترویج وفہم کی پیش رفت ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس پر ملنے والی رقم یہاں کی اسلامی انجمن مرکز ثقافتِ اسلامی کو دے دی۔[1]

یہ ترجمہ فرانس کے علاوہ افریقہ کے فرانسیسی بولنے والے افراد میں غیر معمولی طور پر مقبول ہے اس ترجمہ قران مجید کے صفحہ اول پر عنوان ہے۔"القرآن المجیدمع معانیه وما لفرنسیسة نقله وحشاه "۔ محمد حمید اللہ، لمساعدۃ اور اسے دو رنگوں میں (Scientific method) کے ذریعے پیش کیا گیا ہے۔ ترجمہ الگ رنگ میں ہے اور تفسیری حواشی الگ رنگ میں ہیں۔

فرانسیسی زبان میں اس ترجمہ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انگریزی زبان میں عبد اللہ یوسف علی کے ترجمہ کو حاصل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس ترجمہ کے دوران بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے یہاں تک کہ عربی زبان میں قرآن مجید میں ویلتا، یا وَیلتنا یا اور یاوَیلَنا تین سیاقوں میں یہ تین الفاظ الگ الگ استعمال ہوئے ہیں۔ اس پر غور وفکر کر کے فرانسیسی زبان میں لکھا ہے۔

مختلف آیات کی تفسیر:

ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کی آیات پر غور وفکر کے بعد اپنے علمی نکات کو شائع کروایا مثلاً سورہ قریش کی تفسیر، ماہنامہ البلاغ کراچی میں۔ المائدہ آیت 91 کی تفسیر "الحق"، سورۃ یٰس 80۔ سورۃ الصٰفٰت 103 وغیرہ۔

اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے جرمن زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا حالانکہ جرمن زبان میں اس سے پہلے بھی تراجم موجود تھے۔ خصوصاً ڈاکٹر صاحب نے خود لکھا ہے۔ پہلے ترجمہ مشہور جرمن مصلح پروٹسٹنٹ فرقہ کے بانی مارٹن لوتھر (Martian Lother) ولادت 10 نومبر 1483ء نے کیا۔ ورلڈ ببلوگرافی کے مطابق 14 مکمل اور 19 نامکمل تراجم موجود تھے ان تمام تراجم کو پیش نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے جرمن زبان میں ترجمہ شروع کیا جو کہ سورہ الانعام تک ہو سکا۔ اس کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ڈاکٹر صاحب کا اسلوب سامنے آسکے۔ انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے کا ذکر جناب لطف الرحمن نے کیا ہے۔ اسی طرح القرآن المجید مصحف جناب عثمان غنیؓ معکوس نسخہ سمرقند کو ایڈٹ کر کے شائع کر دیا۔"القرآن فی کل لسان" کے نام سے ببلوگرافی تیار کی جس میں اقوام عالم میں مختلف زبانوں میں پائے جانے والے تراجم قرآن کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس کام کو کرنے کی تحریک اس طرح پیدا ہوئی۔

---

[1] تفصیلات کے لیے: قرآن حکیم کے فرانسیسی ترجمے بنام معارف 6/84 ص 466؛ تراجم قرآن مجید تازہ بتازہ نوبنو، معارف اعظم گڑھ نومبر 1988ء، ص 279) کی طرف مراجعت ضروری ہے۔

اصل میں جب ڈاکٹر صاحب کے سامنے انجیل پر تیار کردہ کتابیات (Gospal in many Tongues) جو سات سو زبانوں پر مشتمل ہے سامنے آئی تو آپ تڑپ اٹھے اور ارادہ کر لیا کہ قرآن مجید کا ہم پر یہ حق ہے ہم یہ کام کریں اسی دوران حیدر آباد میں ابو محمد مصلح نے تحریک قرآن مجید کے عنوان سے تحریک اٹھائی آپ نے اس انجمن سے وابستہ ہو کر" القرآن فی کل لسان" جو کہ 23زبانوں پر مشتمل تھی۔1945ء میں شائع کی آپ مسلسل اس کام پر لگے رہے 1947ء میں جب اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا تو 67زبانوں کے تراجم کے احوال معلوم ہو چکے تھے اور 1988 ء تک مکمل تراجم قرآن مجید آپ کے پاس موجود تھے ۔ اسی سلسلے کو ترکی کے ادارہ World Bibliography of Translation of the meanings of the Holy Quran Printed Translations 1515-1980)

جیسے بعض عربی سلطنتوں اور ترکی کی حکومت نے استنبول میں قائم کیا جو اسلامی فنون و لطیفہ اور ثقافت پر تحقیقاتی کام کرتا ہے اس کے ناظم الاعلیٰ ڈاکٹر اکمل الدین اوغلو تھے جس فہرست کا قبل ازیں ذکر کیا گیا اس کو شائع کیا 1555ء تا 1980ء اس میں 880 صفحات ہیں قلمی اور نسخے اس کے علاوہ ہیں۔ اس میں 28 زبانوں کا مواد موجود ہے اور 1988ء تک یہ چھیالیس زبانوں تک پہنچ چکا تھا۔[1]

دعوت دین کے حوالہ سے بھی آپ کا اہم کردار رہا اپنی تصنیفی خدمات کے ذریعے انھوں نے اہل مغرب کے سامنے اسلام کی حقیقی اور صحیح تصویر پیش کی آپ کی اہم کتاب Introduction of Islam اسی طرح دوسری کتاب: Daily life of Muslim, Islam of General Picture

جس میں دین اسلام، تہذیب و ثقافت اقدار و روایات، عقائد و عبادات کی مکمل تفصیلات پیش کی ہیں۔

علوم حدیث میں فکری رہنمائی کا جائزہ

علم حدیث میں بھی ڈاکٹر صاحب کی نمایاں خدمات ہیں جن میں سے نمایاں تُراث علمی کی تلاش ہے کیونکہ آپ حجّیت حدیث کے اس قدر قائل تھے بلکہ اُسے علم و تحقیقی طور پر ثابت کرنا چاہتے تھے اور اصول حدیث میں روایت و درایت کو تسلیم کرنے والے اور خدمات محدثین کے زبردست حامی تھے ڈاکٹر صاحب نے علوم حدیث کی خدمت کیلئے تصنیف و تالیف کی کتب کی تحقیق و مراجعت، تحقیق و ترجمہ، کتب کے مقدمات اور آرٹیکلز لکھے۔ انٹرنیشنل سطح پر یونیورسٹیز میں لیکچرز دیتے، ان سب میں سے اہم مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ للعھد النبوی والخلافۃ الراشدہ۔ آپ نے اس پر 1935ء میں پیرس سے ڈاکٹریٹ حاصل کی اور فرانسیسی زبان میں اسے شائع کیا۔ اس سال عربی زبان میں اس کا یڈیشن شائع کیا۔ اس کام کا بنیادی مقصد مستشرقین کا وہ بنیادی اعتراض تھا کہ عہد نبوی ﷺ میں لکھا نہیں جاتا تھا، عہد رسالت کی 387 تحریروں کو جمع کر کے خصوصاً، مکتوبات، جوابات، فرامین معاہدات، دعوت نامے عمال کی تقرّری آراضی کی تقسیم کے خطوط، عطیات امان نامہ، وصیت نامے صلح نامے وغیرہ پر مشتمل اور پھر اس کے لیے قدیم ماخذوں تک زبانوں پر واقفیت حاصل کرنا۔ باریک بینی سے تجزیے و مشاہدات کرنا یہ آپ کا ہی خاصا تھا اور پھر یہ ثا

---

[1] تراجم قرآن مجید تازہ بتازہ نو بنو مؤقر رسالہ معارف دسمبر 1959ء میں قرآن مجید کے فرانسیسی تراجم کی فہرست شائع کی اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطالعہ قرآن پر مزید معلومات کیلئے معارف اسلامی جلد 2 شمارہ 2022ء جولائی 2003ء تا جون 2004ء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے شائع شدہ مضامین ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی قرآنی خدمات از ڈاکٹر ابو سفیان اصلاحی، قرآن مجید کے تراجمہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ اسی طرح فکر و نظر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نمبر جلد 4041 اپریل ستمبر 2003ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7. No.4 2024

بت کرنا کہ احادیث تحریری طور پر عہد نبوی ﷺ میں موجود تھیں اور منکرین حدیث کا یہ اعتراض قطعی طور پر بے بنیاد اور تاریخی اعتبار سے جاہلیت پر مبنی ہے کہ احادیث کی تدوین تیسری صدی ہجری کی عجمی سازش ہے، اسی طرح "اشاریہ و تصحیح تراجم صحیح بخاری" ڈاکٹر محمود احمد غازی فرماتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ کام کیا ہے۔ مگر اس کی تلاش ایک اہم کارنامہ ہوگا اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے بوسکائی کے ترجمہ جو انھوں نے صحیح بخاری کا کیا تھا اُس کی تصحیح کی ہے۔ اسی سلسلہ کا اہم کارنامہ الصحیفۃ الصحیحہ "موسوم بہ "صحیفہ ھمام بن منبہ 101ھ 1933ء برلین WB 1384ھ۔1797ء سے نسخہ تلاش کیا پھر اسے ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی کلکتہ یونیورسٹی سے جن کا تعلق تھا انھوں نے کتب خانہ ظاہریہ دمشق سے ایک نسخہ تلاش کیا تھا تقابل کر کے صحیفہ ہمام بن منبہ کو ایڈٹ کیا اور اس کے آغاز میں حدیث نبوی ﷺ کی تدوین وحفاظت کے حوالے سے انتہائی عالمانہ، مؤرخانہ، محققانہ مقدمہ و دیباچہ تحریر فرمایا، یہ صحیفہ دمشق کی عربی اکادمی نے اپنے رسالہ مجلۃ المجمع العلمی العربی 1953ء/1332ھ کے چار نمبرز میں اقساط کے طور پر شائع کیا بعد ازاں اسے کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ اس میں کل 138 احادیث ہیں 91 صحیحین 23 دونوں میں 25 صرف بخاری اور 43 صحیح مسلم اور یہ سارا صحیفہ مسند احمد بن حنبل میں بھی موجود ہے۔

اس کے اردو ترجمہ کے علاوہ ترکی فرانسیسی، انگریزی تراجم بھی موجود ہیں۔ اس قدیم ترین مجموعہ حدیث کی دریافت نے اور پھر اس پر تخریج و تحقیق نے مستشرقین کی تحقیقات کو توڑ کر رکھ دیا ہے اور اُن کے منہ پر تاریخی طمانچہ رسید کیا ہے۔ ان کی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ مُتون حدیث کے سلسلہ میں قدیم ترین مآخذ حدیث کے حوالہ سے سیرت ابن اسحاق 151ھ جو کہ مفقود تھا آپ نے اس کے ذریعے 500 کے قریب احادیث کے قدیم ترین مآخذ کی دریافت سے یہ ثابت کر دیا کہ 151ھ میں امام ابن اسحاقؒ کی وفات ہوئی اس سے قبل یہ تحریری صورت میں موجود تھا ان 500 احادیث کو بھی بعد ازاں جو مصادر تشکیل پائے ان میں تخریج و تحقیق کی ضرورت ہے۔ ان شاء اللہ اس پر کام جاری ہے جلد ہی اللہ کی توفیق سے اشاعت پذیر ہوگا۔

اسی طرح انساب الاشراف احمد بن یحییٰ المعروف البلاذری 279ھ کی تصنیف کی تحقیق کا کام بھی آپ نے کیا گو کہ سیرت النبیؐ کی کتاب ہے اصلاً سیرت حدیث کی ہی ایک قسم ہے اس اعتبار سے اس کا تعلق حدیث سے بھی ہے۔ اس کو تلاش کرنا بھی حدیث ہی کی خدمت ہے اس کو تلاش کرنے کا بھی بنیادی مقصد منکرین حدیث اور فکرِ استشراق کا جواب تھا کہ یہ عجمی سازش نہیں بلکہ اسانید کے محکم سلسلہ کے ساتھ مروی روایات کو ہی انھوں نے تحریری مجموعوں کی شکل دی ہے۔

کتاب السرد والفرد فی صحائف الاخبار و نسخها المنقولة عن سید المرسلین ابوالخیر احمد بن اسماعیل القزوینی 590ھ کی اس تالیف کا مخطوطہ ڈاکٹر صاحب نے مکتبہ سلیمانیہ استنبول سے تلاش کیا اور تحقیق کے ساتھ انگریزی ترجمہ کے ساتھ پاکستان ہجرہ کونسل اسلام آباد سے 1411ھ / 1961ء میں شائع ہوا۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ڈاکٹر صاحب بنیادی طور پر قانون دان تھے انھوں نے روایتی تعلیم کے بعد آغاز ہی میں جامعہ عثمانیہ سے ایل ایل بی کی تعلیم حاصل کی تھی 1935ء جرمنی اور بون یونیورسٹی سے اِسلام کے بین الاقوامی تعلقات کے موضوع پر محققانہ مقالہ لکھ کر ڈی فل کی ڈگری حاصل کی 1936ء میں سورلون یونیورسٹی فرانس سے عہد نبوی ﷺ اور خلافت راشدہؓ میں اسلامی سفارت کاری کے موضوع پر مقالہ لکھا اور ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی اسی "قانون بین الممالک" پر ہی آپ نے گراں قدر تصانیف پیش کیں۔ اور حیدر آباد واپسی پر جامعہ عثمانیہ میں قانون بین الممالک ہی کے استاذ مقرر ہوئے اور برصغیر کی کئی جامعات میں شعبہ قانون کا آغاز کروایا گویا برصغیر میں اس فن کے آپ بانی ہیں۔ آپ نے تدریس کے ساتھ طلباء کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس موضوع کی پہلی کتاب "قانون بین الممالک اصول اور نظیریں" تالیف

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.7. No.4 2024

کی۔ جو کہ تین ابواب اور مقدمہ پر مشتمل ہے دوملکوں کے درمیان تعلیمات کے حوالہ سے عام طور پر تین نوعیات ہوتی ہیں۔ عالمانہ مخاصمانہ۔ غیر جانبدرانہ ان تینوں نوعیتوں کے مباحث اس میں پیش کیے گئے ہیں۔

اسی طرح مستشرق اَرنسٹ نے فرانسیسی زبان میں کتاب لکھی تھی آپ نے "جدید قانون بین الممالک کا آغاز" کے عنوان سے اردو ترجمہ کیا جسے جامعہ عثمانیہ نے 1945ء میں شائع کیا، اسی فن پر unesco یونیسکو نے ایک منصوبہ بنایا کہ اس فن پر سب سے قدیم کتاب امام سرخسی کی "السیر الکبیر" اس کی اہمیت کے پیش نظر اُسے فرانسیسی میں منتقل کیا جائے ڈاکٹر صاحب نے ہی یہ فریضہ سرانجام دیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد تو اس موضوع کی اہمیت اور بڑھ گئی۔ الوثائق السیاسیۃ جس کا ذکر گزشتہ سطور میں ہوچکا اُس کا تعلق بھی براہ راست اسی فن پر ہے۔(تفصیل کیلئے معارف اسلامی مقالہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق، ص 293 ملاحظ فرمائیں۔)

متقدمین میں سے حافظ ابن قیم نے اس موضوع پر اہم کام کیا ہے۔ "احکام اہل الذمّہ" جو کہ ڈاکٹر صبحی صالح کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ڈاکٹر صاحب نے اس پر معرکۃ الآراء مقدمہ لکھا جس سے ان کی بین الاقوامی قانون پر مہارت ثابت ہوتی ہے۔ انگریزی میں Muslim conduct of State ہے جس میں قانون بین الممالک کی حقیقت عام قوانین میں اس کا مقام، اسلام کے اصول اور اس کے بنیادی سرچشموں سے بحث کی ہے۔ انگریزی ہی میں دوسری کتاب First written constitution in the world ہے۔ڈاکٹر صاحب نے میثاق مدینہ پر بحث کرتے ہوئے اسے پہلا تحریری عالمی دستور قرار دیا۔

مدینہ منورہ کو پہلی کثیر قومی ونسلی اور مذہبی وفاقی حکومت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس سلسلہ کی ایک اور انگریزی کتاب: The Prophet's establishing a State ہے۔ جسے پاکستان ہجرہ کونسل نے شائع کیا۔ڈاکٹر این اے بلوچ نے اس کتاب کا مقدمہ لکھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ بین الاقوامی قانون کے بہت بڑے شناور تھے۔ آپ نے مسلم فقہاء کو بین الاقوامی قانون کے موجد اول قرار دیا اور اسلامی بین الاقوامی قانون کو حالت امن، جنگ، اور حالتِ غیر جانبداری کے عنوانات سے ساتھ پیش کیا۔[1]

درج بالا سطور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی علمی خدمات کا دائرہ قرآنِ مجید، حدیثِ مبارکہ، سیرت النبیؐ، تاریخ اور بین الاقوامی قوانین کے مباحث پر محیط تھا کم وبیش ان میں سے ہر میدان میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مقالات اور تصانیف کی بڑی تعداد موجود ہے تاہم ان کی علوم میں تخصص حاصل پر ہونے پر دلیل خطبہ نمبر 9 ابن ماجہ کی روایت سے استدلال ہے۔ آپ کی سب سے زیادہ دلچسپی اور تحقیقات سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر رہی۔ اور خطبات بہاولپور جن کی تخریج وتحقیق اور تعلیق پر یہ ابتدائی سطور لکھی جارہی ہیں ضروری ہے کہ آپ کی فقہ السیرۃ[2] جو

---

[1] تفصیل کے لیے فکرو نظر خصوصی نمبر جلد 4 مقالہ ڈاکٹر محمد ضیاء الحق۔ بین الاقوامی اسلامی قانون، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے تناظر میں اور ڈاکٹر محمد طاہر منصوری کا مقالہ اسلامی قانون بین الاقوام کی تشکیل جدید میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ص 387 مفید رہے گا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی مکمل کتب، تصانیف ومقالات کی فہرست کے لیے فکرو نظر جلد 40، 2003ء خصوصی اشاعت ڈاکٹر محمد حمید اللہ ص 595 کی طرف مراجعت ضروری ہے۔

[2] فقہ السیرۃ: سیرۃ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین ﷺ کے حالات وواقعات، ما أضیف الی النبیﷺ من قولٍ أو فعلٍ أو تقریرٍ أو وصف، خَلقِی أو خُلقِی، اور فقہ سے مراد گہری سوجھ بوجھ ہے، فقہ السیرۃ سے مراد سیرت کے واقعات کی گہری بصیرت اور سمجھ بوجھ ہے۔ اصطلاحی طور پر فقہ السیرۃ سے مراد ایسا علم ہے جو سیرت سے اخذ شدہ شرعی احکام پر دلالت کرتا ہے اور انہیں علمی سطح پر منضبط کرتا ہے۔ "زاد المعاد فی ھدی خیر العباد از ابن قیم"، فقہ السیرۃ از رمضان البوطی، فقہ السیرۃ زید بن عبد الکریم ہی اُسلوب ہے سیرت سے حاصل شدہ احکام ومسائل کو مختلف ناموں کے ساتھ بھی بیان کیا جاتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

خاص آپ ہی کا خاصہ تھا اس حوالہ سے جو انہوں نے تحقیقات پیش کی ہیں بطور مقدمہ ان کا بھی ذکر ہو جائے تا کہ خطبات کے مضامین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے خطبات بہاولپور کے علاوہ بھی خطبات دیئے ان میں سے خطبات سیرت طیبہ ﷺ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں دیئے گئے سیرت طیبہ پر 6 چھ خطبات ان شاء اللہ جلد ہی اُن کو بھی تحقیق، تخریج، تعلیق کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ راقم اس پر بھی الحمد للہ کام کر رہا ہے۔

خطبات سندھ، جامع سندھ جامشورو میں دیئے گئے دو خطبات اُن کا تعلق بھی براہ راست سیرت طیبہ سے ہے۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی

۲۔ عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی

۳۔ عہد ﷺ کے میدان جنگ

۴۔ دنیا کا پہلا تحریری دستور

۵۔ محمد رسول اللہ ﷺ (فرانسیسی زبان میں)

۶۔ خطباتِ بہاولپور

۷۔ مجموعہ الوثائق السیاسۃ للعهد النبوی والخلافۃ الراشدۃ

ان مستقل کتب کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں علمی مقالات ہیں جو دنیا کے معروف علمی مجلات میں شائع ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحریرات سے متعلق جو بات حتمی طور پر کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ موصوف اپنے مطالعہ اور تحقیق کو جدید تحقیقات سے ہم آہنگ (Up-date) رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر حمید اللہ سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ روایتی اسلوب میں نہیں کرتے، بلکہ اپنے مطالعات کو عصر حاضر سے تطبیق دیتے تھے، دوسرے لفظوں میں وہ سیرت النبی ﷺ کی عصری اہمیت کو اجاگر کرتے تھے۔ وہ اپنی بصیرت و حکمت سے سیرت النبی ﷺ میں غوّاصی کرتے اور نادر و نایاب درِّ بے بہا نکال کر امت کے سامنے پیش کرتے۔ ان کے مطالعے اور اجتہاد کا یہی وہ پہلو ہے جس سے وہ اپنے معاصرین میں منفرد و ممتاز نظر آتے ہیں۔ اس سے بلاشبہ کئی تفرّدات نے بھی جنم لیا اور اہل علم نے ان کی آراء سے اختلاف بھی کیا مگر یہی علم و تحقیق کا زیور ہے۔ انہی وجوہات کی بناء ڈاکٹر محمود احمد غازی (م:2010ء) نے ڈاکٹر حمید اللہ کو مجدّدِ سیرت کا خطاب دیا ہے۔

اگرچہ اکثر و بیشتر سیرت نگاروں نے رسول اکرم ﷺ کی حالاتِ زندگی بیان کی ہے یا سیرت کے کسی پہلو پر قلم اٹھایا ہے مگر ڈاکٹر محمد حمید اللہ وہ شخصیت ہیں جنھوں نے مطالعہ سیرت کی اہمیت، اس کی وُسعت اور مطالعہ کا منہج متعارف کرایا ہے۔ چناں چہ اپنی کئی کتابوں میں پہلا عنوان ہی یہ رکھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کس لئے کیا جائے؟ خصوصاً جامعہ عثمانیہ حیدر آباد میں دیا گیا پہلا خطبہ[1] اس ضمن میں ڈاکٹر موصوف نے تین طبقات کے لئے مطالعہ سیرت کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

دُروس، حکم و نکات، وَقفَات، مطالب، تاملات، دراسۃ تحلیلیۃ، نتائ و عبر، الفقہ والغریب، الفوائد وغیرہ قدیم فقہاء کرام خصوصاً ابن حبان بستی نے کتاب الثقات ابن رشد کے دادا کی کتاب الجامیع، قاضی عیاض کی الشفاء ابن القیم کی زاد المعاد میں سیرت نبوی ﷺ کو فقہی اور اصولی نقطہ نظر سے پیش کیا گیا ہے۔

[1] یہ خطبات، خطبات حیدر آباد بھی ان شاء اللہ جلد ہی راقم کی تحقیق، تخریج و تعلیق کے ساتھ شائع کیے جائیں گے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.7. No.4 2024

مسلمانوں کے لئے، غیر مسلموں کے لئے اور ہر انسان کے لئے۔ مسلمانوں کے لئے تو اس لئے ضروری ہے کہ عقیدہ کی رُوح سے رسول اکرم ﷺ کے ہر قول و فعل پر نہ صرف ایمان لانا ضروری ہے بلکہ اس پر عمل کرنا بھی ایمانیات کا حصہ ہے۔"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"[1] قرآن مجید کی متعدد آیات اس پر شاہد ہیں۔کتاب الایمان صحیح بخاری میں ہے "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ"[2] غیر مسلموں کے لئے مطالعہ سیرت کی اہمیت یوں عیاں ہے کہ دنیا میں بے شمار بڑے لوگ فاتحین و سیاست دان وغیرہ آئے ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے دس سال کے قلیل عرصہ میں ایک مملکت قائم فرمادی۔ ایسے میں ایک انقلاب آفریں شخصیت کا مطالعہ نہایت ضروری ہو جاتا ہے۔ تاکہ اس کے کارنامے دنیا کے مدبرین کے مقابلہ میں دیکھے جاسکیں۔ ہر ایک کے لئے مطالعہ اس لئے ضروری ہے کہ آپ کی بعثت خاص نہیں بلکہ عام ہےوَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا[3]اور آپ کو رحمۃ للعلمین بنایا گیا ہےوَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ [4]۔اور آپ کی شخصیت کو سب کے لئے اُسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[5]اس وجہ سے آپ کی ذات میں انسان رہنمائی کے لئے کئی پہلو مثلاً بطور منتظم، سپہ سالار اور اخلاقی معلم وغیرہ کے جمع ہیں۔ ان سب کا مطالعہ ہر انسان کی ضرورت ہے۔

اسی رجحان کو بعد میں متعدد سیرت نگاروں نے آگے بڑھایا ہے۔

بالعموم سیرت نگار غزوات نبوی ﷺ کا مطالعہ سرسری انداز میں کرتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس میدان میں بھی غور و فکر کے نئے زاویئے متعارف کرائے ہیں۔ اگرچہ ان کی تمام کتب میں رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور حکمت عملی پر تبصرے موجود ہیں مگر اس موضوع پر بہ طور خاص "عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ" مرتب کی ہے۔ اردو زبان کے علاوہ انگریزی، جرمن اور فرانسیسی میں بھی، مذکورہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔ اس موضوع پر ایک اجتہادی بصیرت اور مومنانہ فراست کی کمال درجہ کی کاوش ہے۔ جس نے جغرافیہ جنگ اور فنِ حربیات کو ایک نیا رخ عطا کیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے خود بہ نفس نفیس ان مقامات کا مشاہدہ کیا۔ فریقین کے راستوں کا تعین کیا۔ بعض جگہوں کی از سر نو پیائش کی، اور ان مقامات کے نقشے فراہم کئے۔ اس طرح "الحرب خدعۃ" کی جن صورتوں اور جنگی اصولوں کا استنباط کیا ہے وہ اسی "مجددِ سیرت" کا حصہ ہے۔ ان میں سے چند پہلوؤں کو نکات کی صورت میں تحریر کیا جاتا ہے:

۱۔ غزوۂ احزاب کے بعد مکہ میں قحط پڑا۔ رسول اللہ ﷺ کا غلہ اور پانچ سو اشرفیوں سے اہل مکہ کی مدد کی یہ سب چیزیں ابو سفیان کو بطور رئیس مکہ دی گئیں۔

۲۔ جنگی کاروائیوں میں انتہادرجے کی راز داری اور اسکے مطابق حکمت عملی اختیار کرنا۔

۳۔ فوجی مشاورت، ہر اہم موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت اور صائب رائے کو اختیار کرنا۔

---

[1] قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ، آل عمران:31

[2] صحیح بخاری، کتاب الإیمان، بَابُ حُبُّ الرَّسُولِ ﷺ مِنَ الإِيمَانِ، حدیث 15

[3] سبا:28

[4] الانبیاء:107

[5] الاحزاب:21

۴۔ صلح حدیبیہ میں سفارت کاری کے لئے حضرت عمر فاروقؓ کی جگہ حضرت عثمانؓ کا انتخاب کرنا۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ دوران جنگ بھی صلح اور معاہدات کی کوشش کرتے تھے۔

۶۔ زمانہ امن کی طرح جنگ میں بھی اطاعت یعنی بیعت کا اصول اپنانا جیسے صلح حدیبیہ میں بیعتِ رضوان۔

۷۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں اس وقت صلح کی غرض سے آیا ہوں اس لئے مکہ والے جو بھی مانگیں گے وہ دینے کے لئے تیار ہوں۔

۸۔ مکہ مکرمہ پر حملہ کے وقت انتہا درجے کی رازداری اختیار کرنا کہ خود ساتھ چلنے والوں کو بھی معلوم نہیں کہ کہاں جارہے ہیں۔

۹۔ جانی دشمن کو معافی دینا اور فتح مکہ کے بعد عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر نامزد کر دینا۔

غیر مسلموں سے متعلق، اسلامی ریاست کا رویہ کیا ہونا چاہیے اور ان سے علمی استفادہ کس حد تک ممکن ہے؟ اس بارے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے دلچسپ استنباطات کئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: غیر مسلموں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ قرآن مجید میں عجیب وغریب اصول ملتا ہے کہ ہر مذہبی کمیونٹی کو کامل داخلی خود مختاری دی جائے حتیٰ کہ نہ صرف عبادات وہ اپنی طرز پر کر سکیں بلکہ اپنے ہی قانون، اپنے ہی ججز کے ذریعے اپنے مقدمات کا فیصلہ کرواسکتے ہیں۔ کامل داخلی خود مختاری کا قرآن مجید میں کئی آیات میں ذکر ہے۔ جن میں سے ایک آیت بہت واضح ہے۔ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ[1] یعنی انجیل والوں کو چاہیے کہ اس چیز پر عمل کریں جو اللہ نے انجیل میں اتاری ہے۔ ان احکام کے تحت عہد نبوی ﷺ ہی میں قومی خود مختاری ساری آبادی کو مل گئی تھی۔ جس طرح مسلمان اپنے دین، عبادت، قانونی، معاملات اور دیگر امور ہیں مکمل طور پر آزاد تھے۔ اسی طرح دوسری ملت کے لوگوں کو بھی آزادی تھی۔

دوسرے، علوم کے حصول اور غیر مسلموں سے استفادہ کی بابت لکھتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے اپنے ایک خاصی کاتب وحی، حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ تم عبرانی رسم الخط سیکھو، کیونکہ مجھے آئے دن یہودیوں سے خط و کتابت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر ایسی تحریروں کو میں یہودیوں سے پڑھوا کر سنوں تو مجھے ان پر اعتبار نہیں۔ اس لئے تم خود سیکھ لو دوسرے لفظوں میں اجنبی زبانوں کو سیکھنے اور سکھانے کی طرف رسول اکرم ﷺ نے توجہ فرمائی۔ دوسری زبانوں کے سیکھنے سے سیاسی فوائد بھی حاصل ہوسکتے ہیں اور علمی فوائد بھی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سابقہ کتابوں کے مطالعہ پر گہری نظر ڈالی ہے جس سے ان کے مطالعہ ادیان وفرق پر بھی دسترس ثابت ہوتی ہے اور کئی دلچسپ پہلو سامنے لائے ہیں۔ چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی کتاب اتھروید میں آنے والے کا نام نری شنساہ (جس کی توصیف کی گئی) بتایا گیا۔ وہ ایک گاڑی پر سوار ہو گا جسے اونٹ کھینچ رہے ہوں گے اور وہ اس قدر تیزی سے کھینچ رہے ہوں گے جیسا کہ آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے ہوں، ہندومت کی ایک اور معتبر کتاب "وشنوپران" کے باب نمبر ۲۴ میں کہا گیا ہے کہ جب ویدوں (سچے علم کی کتاب) کی تعلیمات اور قانونی اداروں کے اختیارات ختم ہو کر رہ جائیں گے اور تاریک دور کا انجام قریب ہو گا تو خدا کا آخری اوتار ایک جنگجو کے روپ میں آئے گا۔ وہ سنبلہ دب (ریت کا جزیرہ) کے ایک مکرم و معظم خاندان میں پیدا ہو گا۔ اس کے والد کا نام وشنومایا نویا (اللہ کا بندہ) اور والدہ کا نام سومتی (قابل اعتماد) ہو گا۔

[1] وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔المائدہ: 47

اسی طرح بدھ مت میں گوتم کی ایک پیشین گوئی کی بابت لکھا ہے۔ یہ ایک تجسس آمیز بات ہے کہ گوتم بدھ نے بھی کہا تھا کہ اس نے مذہب کی تکمیل نہیں کی بلکہ متیریا(Mytria) یامتیایعنی سب پر رحمت کرنے والا آنا باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو رؤف و رحیم کہا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔[1]

کسی بھی مقام اور چیز کو محترم اور مقدس سمجھنے کا تصور صرف اسلام میں ہی نہیں بلکہ اس کی نظیر دیگر مذاہب میں بھی ملتی ہیں۔ لکھتے ہیں "یہ ایک نیم مذہبی، نیم سیاسی مفہوم رکھتی ہے۔ اور اس کا رواج اسلام کے پہلے ہی سے، نہ صرف عرب کے مختلف مقامات پر بلکہ فلسطین اور یونان وغیرہ میں بھی ملتا ہے۔ اس کا مذہبی مفہوم یہ تھا کہ وہاں کی ہر چیز کو ایک تقدس حاصل ہے، وہاں کے چرند، پرند کا شکار نہ کیا جائے، وہاں کے درخت نہ کاٹے جائیں اور خون ریزی نہ کی جائے اور وہاں آنے والوں کو دوران قیام امن اور پناہ میں سمجھا جائے خواہ وہ مجرم ہی کیوں نہ ہو۔ حرم کا سیاسی مفہوم یہ تھا کہ وہ اس شہری مملکت کے حدود کا تعین کرتا تھا۔ مکے کی حدود عہد ابراہیمی سے چلے آتے ہیں۔ فتح مکہ ۸ھ میں حدود حرم کی تجدید بھی کرائی گئی صحیح بخاری میں ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو روانہ کیا تھا کہ حرم مدینہ کے حدود پر ستون نصب کر دیں"۔[2]

رسول اکرم ﷺ نے بحیثیت قائد مکہ مکرمہ اور سپہ سالار ابوسفیان کا بطور خاص اعزاز واکرام کیا اس کی وجہ ڈاکٹر حمید اللہ نے بڑی دلچسپ بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں۔ ’’مکہ مکرمہ میں شریف النفس معززین کی کمی نہیں ہوتی۔ جب کبھی آوارہ لڑکے (بڑوں کے بہکاوے میں آکر) گلیوں میں سرور کونین حضرت محمد ﷺ کا پیچھا کرتے۔ آپ ﷺ پر پتھر وغیرہ پھینکتے۔ اس وقت اگر آپؐ ابوسفیان کے گھر قریب ہوتے تو آپؐ اس گھر میں پناہ حاصل کرتے تھے۔ ابوسفیان لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرکے بھگا دیتے۔ جب آوارہ لڑکے بھاگ جاتے تو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ اپنی منزل کی طرف چل پڑتے"۔[3]

حضرت فاطمہؓ کے حوالہ سے بھی اس طرح کا ایک واقعہ درج کیا ہے، لکھتے ہیں:

"ایک دن بزدل، کمینے ابوجہل نے سردار الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی کم سن بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو ان سے گستاخانہ برتاؤ کیا کہ آپ ابوجہل کو بددعا دیئے بغیر نہ رہ سکیں۔ اس پر ابوجہل نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رخسار مبارک پر اس قدر زوردار تھپڑ مارا کہ آپ رونے لگیں۔ ابوسفیان ادھر سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے بچی کے رونے کی وجہ دریافت کی۔ یہ ماجرا سن کر ابوسفیان بچی کو بازو سے تھام کر سیدھا ابوجہل کے پاس گئے اور اس کے دونوں ہاتھ قابو کر لئے پھر انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ ابوجہل کے منہ پر تھپڑ مار کر اپنا بدلہ لے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوجہل کو تھپڑ مارا اور مسکراتی ہوئی گھر لوٹ آئیں۔ فطری سی بات ہے جب آپ ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ ابوسفیان کے ممنون ہوئے۔"[4]

---

[1] التوبہ:128

[2] صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینہ، باب مدینہ کے حرم کا بیان، حدیث 1867

[3] من دخل دار أبي سفيان فهو آمن ومن أغلق عليه داره فهو آمن ومن دخل المسجد فهو آمن قال فتفرق الناس إلى دورهم وإلى المسجد(أبو داود، كِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ، باب مَا جَاءَ فِي خَبَرِ مَكَّةَ، حديث 3021-3022)طبقات ابن سعد،2/226؛ منہاج السنہ از ابن تیمیہ، 1/214؛ الامتاع الاسماع لمقریزی، ص217

[4] الامتاع الاسماع لمقریزی، ص217؛ طبقات ابن سعد،2/226؛ منہاج السنہ از ابن تیمیہ، 1/214

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7. No.4 2024

Globalization عالمگیریت کی وجہ سے ترقی ہوئی جس کی وجہ سے اصطلاحات میں بھی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سیرت النبی ﷺ کی تفہیم کے لئے ان اصطلاحات کا استعال اپنی تحریروں میں جابجا کیا ہے۔ چند اصطلاحات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

First Written Constitution in the world, City State of Makkah, Suffa: Residential University, Miltry Intelligence, Military Department, Budgeting and Taxation in the life of the Prophet, Civil Administration.

اگرچہ اصطلاحات کے حوالہ سے بعض لوگ یہ اعتراضات بھی اٹھا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر موصوف مغربی اور جدید اصطلاحات سے مرعوب نظر آتے ہیں۔ تاہم اس حوالہ سے یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ ڈاکٹر موصوف برس ہا برس سے یورپ (فرانس) میں مقیم رہے ہیں۔ اور تحریر و گفتگو کا محاورہ بھی انہی زبانوں میں ہو چکا ہے جو ایک فطری امر ہے۔ تاہم دور جدید میں ان اصطلاحات سے واقف ہیں اور بہت جلد ان تصوّرات سے وہ آگاہ ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے فقہ السیرۃ کے اسلوب میں یہ امر بھی بڑا دلچسپ ہے کہ آپ سیرت النبی کے بعض نادر پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بعد ازاں ان سے استنباط بھی کرتے ہیں۔ مثلاً:

1۔ احابیش[1]، مشرکین مکہ کے حلیف تھے، ان کے بارے میں لکھتے ہیں، قریبی علاقہ کے اتحادیوں خصوصاً احابیش نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ ان احابیش کو مکہ والوں سے کوئی نسبت نہیں تھی بلکہ ان کا تعلق عرب قبیلہ بنو کنعان سے تھا۔ احابیش کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے رب تعالیٰ کی قسم اٹھا کر عزم کیا تھا کہ وہ اپنے مخالفین کے مقابلہ میں اس وقت تک یک جان رہیں گے جب تک رات تاریک اور دن روشن رہے گا اور جب تک حبیش کا پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہے گا۔ اس حبیش پہاڑ کی نسبت سے یہ لوگ احابیش کہلاتے ہیں۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کا بیعتِ عقبہ میں قبائل کے رہنما مقرر کرنا۔ اس بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے ان بارہ آدمیوں کو جو بارہ مختلف قبیلوں کے نمائندے تھے اپنی طرف سے ان قبیلوں میں نائب یا سردار مامور کیا۔ اس میں ایک طرف تو ہمیں نظر آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت میں تنظیم تھی اور مسلمانوں میں ایک مرکزی نظام پیدا کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف ان کو رسول اللہ ﷺ نامزد کرتے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے ماتحت تھے جو کسی کو نامزد کرتا ہے وہ اس کو معزول بھی کر سکتا ہے"۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سیرت نگاری میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے سیرت کے عملی اور انتظامی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے بالخصوص ایک ریاست میں جن قوانین اور اصولوں کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ ان کی عمل رہنمائی سیرت النبی ﷺ سے حاصل کی جائے۔ اس حوالہ سے چند اُمور کی طرف اشارہ ناگزیر ہو گا۔

ا۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد جب مدینہ میں مہاجرین کی ایک بڑی تعداد وارد ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آباد کاری اور مقامی باشندوں سے تعاون کے لئے متعدد اقدامات کیے۔ ان میں ایک مواخات بھی تھا۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر حمید اللہ رقم طراز ہیں۔ "رسول اللہ ﷺ نے مکی مہاجرین کی فلاح و امداد کے لئے ایک اجلاس عام بلایا۔ جس میں آپ نے تجویز دی کہ مدینہ منورہ کے

[1] اس سے مراد بعض غیر قریشی قبائل کا ایک مجموعہ تھا جو مکہ مکرمہ کے باہر آباد تھا قبیلہ قریش سے ان کا معاہدہ تھا۔ ان کا سردار ابن الدغنہ قبیلہ قریش میں اثر رسوخ رکھتا تھا۔ یہ لوگ احابیش کہلاتے تھے مکہ کے باشندے تھے لیکن قریش میں شامل نہیں تھے۔

بر سر روزگار اور بحیثیت مسلمان ایک ایک مکی (مہاجر مسلمان) کو اپنا بھائی بنالیں اور دونوں بھائیوں کی طرح وراثت میں بھی حصہ دار ہوں۔رسول رحمت کی تجویز سے سب متفق ہوگئے اس طرح رسول اللہ ﷺ نے مواخات قائم فرمائی۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے مسلم اور غیر مسلم باشندوں کا ایک اجلاس عام اپنے ذاتی ملازم حضرت انسؓ کے والد کے گھر پر طلب کیا۔ امام بخاریؒ کے مطابق اس اجلاس میں حضرت محمد رسول اللہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے تجویز دی کہ مدینہ کے باشندوں کے اندرونی جھگڑوں کے خاتمہ اور کسی بیرونی حملہ آور کی حوصلہ شکنی کے لئے مدینہ منورہ کے علاقہ میں ایک شہری ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے جس کی شکل کنفڈریشن کی ہو جس میں تمام یونٹوں کو وسیع خود مختاری حاصل ہوگی۔ نیز یہ کہ سربراہ ریاست کو جنگ یا امن کے دوران کسی مہم کی خاطر افراد کے قطعی انتخاب کا اختیار حاصل ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے مقامی اور بیرونی افراد سے متعدد معاہدے کئے۔ ان معاہدوں کا مقصد حقوق و فرائض کا تعیّن اور داخل و خارجہ امن تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں۔" ان معاہدوں کے ذریعے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے اسلامی علاقے کی سلامتی و حفاظت میں روز بروز اضافہ فرمایا۔ ان معاہدوں کی وجہ سے پر امن طور پر کام کرنے کی راہ ہموار ہوئی اور ان قبائل کے افراد میں دین اسلام سرایت کرنا شروع ہوا"۔

اسی طرح صلح حدیبیہ کے معاہدے کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:"مسلمانوں اور قریش کے مابین منقطع رابطے بحال ہوئے۔ لوگوں کی کثیر تعداد نے دین اسلام قبول کیا۔ اس حوالے سے حضرت خالد بن ولیدؓ اور عمرو ابن العاصؓ جیسے عظیم ناموں کی مثال بھی کافی ہوگئی جنہوں نے اس زمانے میں اسلام قبول کیا"۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی تحریرات میں جابجا سیرت النبی ﷺ کے ان گوشوں کی نشاندھی کی ہے۔ جس پر آنے والے سیرت نگار کام کر سکتے ہیں۔ محمد عالم مختار حق کے نام ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:" ایک جغرافیہ سیرت کی بھی ضرورت ہے۔ جغرافیائی نقشہ Map بھی اور سیرت میں جن مقاموں اور قبیلوں کا ذکر آتا ہے۔ انکا محل وقوع بھی۔ کاش میری عمر، صحت اور فراغت اجازت دیتی کہ یہ کام، یہ تمنا میرے ہاتھ پوری ہو۔ الحمدللہ اس پر بھی جلد ہی کتاب شائع ہوگی۔

اس طرح ثنية الوداع کے مقام کا تعین، لفظ فارقلیط کا مفہوم، رسول اللہ ﷺ کے دور میں مردم شماری کا ذکر، عہد نبوی کا اسلام کا تین براعظموں میں پھیلاؤ، وغیرہ ایسے پہلو ہیں جن پر مستقبل کے سیرت نگار تحقیق کرسکتے ہیں۔ الحمدللہ ان تمام پہلوؤں پر کام جاری ہے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحریرات میں سینکڑوں ایسے گوشے ہیں جو غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں۔ بالخصوص ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مکتوبات میں کئی نادر موضوعات موجود ہیں۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ انہیں منظر عام پر لایا جائے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحریرات اور سیرت کے مختلف پہلوؤں پر ان کے گہرے غور وفکر اور تدبر سے یہ بھی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ کسی بھی مقام پر انہوں نے اپنی تحقیقات کو حتمی طور پر پیش نہیں کیا بلکہ انتہائی تواضع اور انکساری سے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔"مجھے ان اخذ کردہ نتائج پر اصرار نہیں ہے اور اگر اہل علم ان کی اصلاح کر سکیں اور گتھیوں کو سلجھا سکیں تو سیرتِ نبویہ کی ایک الجھن رفع ہوگی۔"

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی ارمغانِ علمی، خطبات بہاولپور کی علمی، تہذیبی وثقافتی اہمیت:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی علمی، فکری خدمات کا دائرہ کار بہت وسیع ہے اُن میں سے ایک پہلو آپ کے توسیعی خطبات کا بھی ہے جیسے (Extention Lectures) کہتے ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر کئی ایک علمی پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے دیئے گئے ان میں سے جن خطبات کو اشاعت کی وجہ سے شہرت ملی ان میں سے 1935ء میں سوربون یونیورسٹی پیرس (فرانس) میں دیا گیا خطبہ جس میں انھوں نے دلائل وبراہین سے ثابت کیا کہ آغاز اسلام کے وقت پورے جزیرہ نمائے عرب میں ایک معاشی وفاق قائم ہو چکا تھا لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (سورۃ القریش کی تفسیر وتشریح کے اُن کا خاص اسلوب تھا۔ مدارس یونیورسٹی میں 1940ء میں دیا گیا خطبہ جدید بین الاقوامی قانون کی تاریخ میں اسلام کا مقام اپنے موضوع کے اعتبار سے خاص مقام کا حامل ہے۔

پوری دنیا کی یونیورسٹز میں لیکچرز اور خطبات کی انہیں اجازت تھی خصوصاً بلادِ اسلامیہ کی جامعات میں جس کے نتیجہ میں انھوں نے یورپین ممالک عرب ممالک اور پھر ترکی میں تو وہ ہر سال دو تین ماہ گزارتے اور یونیورسٹیز میں اُن کے لیکچرز اہتمام کے ساتھ ہوتے۔

پاکستان تو ان کا اپنا گھر تھا کیونکہ نظریہ اسلام پر قائم ہونے والی ریاست سے انھیں بڑی توقعات تھیں اس لیے قرار داد مقاصد 1949ء اسلامی تعمیر وتشکیل، اسلامی قانون سازی کے عمل میں وہ ہمیشہ ریاست پاکستان کی مدد کرتے رہے۔

مگر کئی ایسے مواقع بھی آئے کہ وہ رنجیدہ بھی ہوئے کیونکہ وہ اس مقصدِ عظیم کیلئے پاکستان کو اپنا مسکن بنانا چاہتے تھے غالباً 1948ء میں پاکستان آگئے مگر یہاں کے سسٹم خصوصاً افسر شاہی نے انھیں کام نہیں کرنے دیا۔ 1962ء میں خصوصی طور پر جسٹس جاوید اقبال کو صدر محمد ایوب خان نے پیرس ملاقات کیلئے بھیجا تاکہ وہ ڈاکٹر صاحب کو راضی کریں کہ پاکستان میں اسلامی مشاورتی کونسل کے چیئرمین کی ذمہ داریاں سنبھالیں مگر اس سے پہلے کہ تجربات اور خدشات کے پیش نظر ڈاکٹر صاحب راضی نہ ہوئے جسٹس جاوید اقبال نے اپنی خودنوشت میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ

میں حیدر آباد دکن سے نکلا تھا تو پہلے پاکستان ہی آیا تھا مگر یہاں کی یونیورسٹیوں کے باسیوں نے مجھے آباد نہیں ہونے دیا (اپنا گریبان چاک خودنوشت سوانح ڈاکٹر جاوید اقبال سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، 2003ء) تاہم پاکستانی باذوق اہل علم ودانش مسلسل اُن کے ساتھ رابطہ میں رہنے والے وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی پروفیسر حمید احمد خان جنہوں نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی مسند صدارت کی پیشکش بھی کی۔ علامہ سید سلیمان ندوی، پروفیسر عبد القیوم قریشی، علامہ اسد، مولانا مودودی، پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی، ظفر وانصاری، ڈاکٹر خالد مسعود، ڈاکٹر ایس ایم زمان وغیرہ مختلف اُمور اور تحقیقی منصوبہ جات کے لیے آپ سے رہنمائی ومشاورت کرتے رہے۔ ترکی وپیرس کی یونیورسٹیوں خصوصاً انقرہ، ارض روم میں اور دیگر طباعتِ عام کی وجہ سے تمام دنیا میں جب اُن کی خاصی شہرت ہوئی تو صدر مملکت پاکستان محمد ضیاء الحق نے اُن سے خاص رہنمائی حاصل کرنے کیلئے دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور میں توسیعی خطبات کیلئے سرکاری طور پر دعوت دی جنہیں ڈاکٹر صاحب نے قبول فرمایا۔

ان خطبات کو منعقد کروانے میں اہم کردار پروفیسر عبد القیوم قریشی وائس چانسلر دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (20نومبر 1978ء سے 08اپریل 1981ء) کا تھا۔

قدیم جامعہ عباسیہ بہاولپور کی بنیاد امیر بہاولپور نواب محمد صادق خان خامسی عباسی مرحوم نے 1925ء میں رکھی قیام پاکستان کے بعد یہ جامعہ اسلامیہ کہلانے لگی اس کے پہلے شیخ الحدیث مولانا غلام محمد گھوٹوی تھے اس کے بعد ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے یہ سرکاری تحویل

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7. No.4 2024

میں "دی اسلامیہ یونیورسٹی "بن گئی جس کے پہلے وائس چانسلر عالم اسلام کے نامور دانشور پروفیسر سید ابو بکر غزنویؒ تھے بعد ازاں نومبر 1978ء میں پروفیسر عبدالقیوم قریشی اس کے وائس چانسلر مقرر ہوئے آغاز ہی میں کلیہ معارف اسلامیہ کا آغاز ہوا۔اسلامی علوم کے حوالہ سے اس شعبہ میں ملک پاکستان کی عظیم ترین ہستیاں خصوصاً پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، پروفیسر ڈاکٹر حافظ اشرف، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف ظفر، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت، پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر جیسی شخصیات نمایاں تھیں اور خدمات سرانجام دیتے رہے۔اور اب تک اسی کو جامعہ کے شعبہ جات میں مرکزی حیثیت حاصل ہے ملک کی یہ واحد یونیورسٹی ہے جس میں BS سے لیکر Ph.D تک علوم اسلامیہ کا مضمون لازمی پڑھایا جاتا ہے۔

اور اب یہ کلیہ کئی ایک شعبہ جات قرآن و تفسیر، حدیث، تقابل ادیان، فقہ شرعیہ، دارالترجمہ سیرت چیئر میں تقسیم ہو چکا ہے اور گرانقدر خدمات سرانجام دے رہا ہے حالیہ ایام میں پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب خواجہ وائس چانسلر کی خصوصی دلچسپی سے یہ فیکلٹی ملکی جامعات میں سے سب سے بڑی فیکلٹی اسلامک لرننگ بن چکی ہے۔

پروفیسر عبدالقیوم قریشی[1] نے نومبر 1978ء میں وائس چانسلر بنتے ہی ایسے ارباب علم وفضل کی تلاش شروع کردی جو خصوصاً علوم اسلامی اور بالعموم دیگر علوم وفنون میں مہارت رکھتے ہوں جن کی مشاورت سے نوزائیدہ دانش گاہ کو اعلیٰ ترین علمی بنیادوں پر استوار کرکے اعلی درجے پر پہنچایا جائے۔چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل جسٹس محمد افضل چیمہ کے تعارف کرانے اور مشاورت سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ محمد سے خط وکتابت شروع کی اور ایک اسلامی یونیورسٹی کا خاکہ تیار کرنے میں خوب مدد کی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو فروری 1979ء میں باقاعدہ سیرت وچیئر کی پیش کش بھی کی گئی تاکہ وہ جامعہ کے متعدد شعبہ جات کو مطالعہ و تحقیق کی بنیاد پر منظم کردیں ڈاکٹر صاحب نے چونکہ ملک فرانس میں پناہ گزین کی حیثیت سے زندگی گزار رہے تھے ملکی قوانین کی وجہ سے وہ 5 پانچ یا چھے 6 ماہ سے زیادہ عرصہ ملک سے باہر نہیں رہ سکتے تھے علمی و تحقیقی معاملات میں خط وکتابت کا تبادلہ جاری رہا جس کی بنیاد پر ڈاکٹر صاحب کی درسی تقاریر خطبات کو ہی غنیمت سمجھ کر دو ہفتوں کی لیکچر سیریز کا پروگرام طے کیا گیا، وائس چانسلر صاحب کی ٹیم میں پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی، پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم طارق جو اس وقت نو عمر تھے مسلسل شامل رہے۔ اس پروگرام کا خاکہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے خود ہی تجویز فرمایا تھا۔8مارچ سے 20مارچ 1980ء تک یونیورسٹی کے مولانا غلام محمد گھوٹوی ہال میں عصر اور مغرب کے درمیان اردو زبان میں لیکچر ہوتا وقفہ نماز مغرب کے بعد عشاء کی نماز تک سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہتا۔موضوعات

ان خطبات کے سامعین بقول پروفیسر عبدالقوم قریشی سراپا گوش بن کر ڈاکٹر صاحب کی سلیس اور دلنشین خطبات، تقاریر کو گھنٹوں سنتے اور کبھی بوجھ محسوس نہ کرتے بلکہ یوں تصور کرتے جیسے "فتاد سامع در موج کوثر و تسنیم"

ان خطبات کو ٹیپ ریکارڈر سے مرتب کرنے کا ابتدائی سحر ابھی دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی اُس وقت کے شعبہ اردو، علوم اسلامیہ اور شعبہ عربی کے سرَ ہے۔خصوصاًڈاکٹر محمد سلیم طارق، ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی کے انہوں نے اسے مرتب کروایا۔پروفیسر عبدالقیوم قریشی نے ان

---

[1] پروفیسر عبدالقوم قریشی 20-نومبر-1978 سے 08-اپریل-1981ء تک دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر رہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7. No.4 2024

"خطبات بہاولپور"نام رکھنے کی وجہ یہ بتاتی ہے کہ اصلاً ان خطبات کے ذریعے خطبات مدراس از مولانا سید سلیمان ندوی کی یاد تازہ کی گئی ہے۔ (ان شاء اللہ خطبات مدراس از سید سلیمان ندوی کے خطبات کو بھی جلد ہی تحقیق، تعلیق، حواشی سے سیرت چیئر یونیورسٹی آف اوکاڑہ کی طرف سے شائع کیا جائے گا)یقیناًیہ خطبات فقہ السیرہ کے ساتھ ساتھ صحیح فکرِ اسلامی کے بھی ترجمان ہیں، کیونکہ ان بارہ خطبات میں گفتگو کا محور سیرت طیبہ ﷺ ہے ڈاکٹر صاحب نے فکر اسلامی، نظم مملکت، دفاع، قانون سازی، نظام تعلیم اور بین الاقوامی قانون پر مصادر سیرت کے مطالعہ سے ہی سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں رہنمائی فراہم کی ہے اس لیے تو سیرت طیبہ پر اردو زبان میں "خطبات بہاولپور" کو جو شہرت ملی اس سے اندازہ لگایا جاسکتاہے کہ اب تک ایک درجن سے زائد اس کے ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

عوّام وخوّاص میں یکساں مقبول ہیں اندازواسلوب ایساہے جہاں بڑاعالم ومحقّق استفادہ کرتاہے اُسی کے ساتھ عام انسان بھی فائدہ اٹھاتاہے کیونکہ ڈاکٹر صاحب مباحث کے دوران دو مختلف مذاہب کا ایک تقابلی مطالعہ کرتے ہیں اور پھر دین اسلام کی حجّیت وحیثیت کو اس طریقہ سے ثابت کرتے ہیں کہ نہ ماننے والے بھی اور غیر مسلم بھی دلائل وبراہین کے نتیجہ میں اس کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

مثلاً خطبہ تاریخ قرآن ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح وہ زرتشت کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس کی نبوّت کے امکان کو تسلیم کرتے ہیں پھر اس امکان کے ساتھ وہ "اوستا" سے حوالے پیش کر کے حضرت محمد خاتم النبیّین، رحمۃ للعالمین رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اثبات پیش کرتے ہیں ہندو مت کی کتب سے اثبات پیش کرتے ہیں اسی طرح آثار قدیمہ سے معلومات فراہم کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ پر تحقیقات علمیہ پیش کرنے کے لیے لائحہ عمل تجاویزوسفارشات:

1. ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے دلچسپی کے موضوعات پر مزید تحقیقات کی جائیں اور انہیں جدید اسالیب وپیرائے میں پیش کیا جائے۔
2. موجودہ بین الاقوامی قانون پر مسلمان کس طرح حصہ ڈال سکتے ہیں، کس طرح مسلم فقہاء کا نقطہ نظر Effect ہو سکتا ہے کہاں Given take ہو سکتی ہے، بین الاقوامی قوانین میں ارتقاء کیسے ہوئے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحقیقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عالمی سطح پر Presentation کی ضرورت ہے۔
3. ڈاکٹر صاحبؒ نے جو قدیم ذخائر علمیہ، Scripts کی تلاش کا کام شروع کیا تھا اسے جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ اسلامی فکر و تہذیب اور تشکیل جدید ہو سکے۔
4. Globalization اور Pruritic society میں ڈاکٹر صاحبؒ کی تحقیقات علمیہ خصوصا The Muslim conduct of state کو نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔
5. تحقیق کی وہ بنیادیں جو ڈاکٹر صاحبؒ نے فراہم کیں ہو سکتا ہے اس میں Basic Question یا Hypothesis نہ بیان کیا گیا ہو مگر اُس میں تحقیق کے تمام اصول و قواعد موجود ہوں اس کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔